OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

صحیح مسلم میں زندگی کے روزمرہ امور سے متعلق تقریری احادیث کا جائزہ

Tacit Approvals of the Holy Prophet ﷺ in Daily Life Matters: A Study of Taqreeri Ahadith in Sahih Muslim

Dr. Altaf Ahmed
Assistant Professor, Department of Islamic Thought & Culture, National University of Modern Languages, Islamabad.

Dr. Irum Sultana
Assistant Professor, Department of Islamic Thought & Culture, National University of Modern Languages, Islamabad.

Received on: 05-10-2024 Accepted on: 08-11-2024

Abstract

This study investigates the *Taqreeri Hadiths*—narrations that record the tacit approvals of the Prophet Muhammad ﷺ—related to daily life matters as documented in *Sahih Muslim*. Unlike verbal statements or direct actions of the Prophet, *Taqreer* refers to his silent approval of the actions of his companions, which is considered a significant source of Sunnah in Islamic jurisprudence. This research identifies and analyzes Hadiths in which the Prophet (PBUH) witnessed companions engaging in various personal, social, and domestic practices and chose not to object, thereby indicating implicit approval. By focusing on everyday human behavior—such as eating habits, clothing, social interaction, household affairs, and interpersonal conduct—this study highlights how prophetic silence served as a legislative and ethical endorsement. The paper further explores how classical jurists interpreted such Hadiths to derive rulings and construct normative guidelines for Muslim society. Through a thematic and jurisprudential lens, the study underlines the enduring relevance of *Taqreeri Hadiths* in shaping Muslim conduct in ordinary life.

Keywords: Taqreeri Ahadith, Sahih Muslim, Daily Life Matters, Holy Prophet ﷺ , Islamic jurisprudence

اسلامی شریعت کے بنیادی ماخذوں میں سنتِ نبوی ﷺ کو قرآن مجید کے بعد دوسرا اہم ترین ذریعہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ سنت کی تین بنیادی اقسام میں سے تقریری سنت ایک نہایت اہم مگر نسبتاً کم زیرِ بحث آنے والا پہلو ہے۔ تقریری حدیث اُن روایات پر مشتمل ہوتی ہے جن میں کسی صحابی کا کوئی عمل حضور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں انجام پاتا ہے اور آپ ﷺ اس پر خاموشی اختیار فرماتے ہیں، جو کہ شرعی لحاظ سے اس عمل کی تائید و جواز کا عندیہ ہوتا ہے۔

یہ خاموش تائید شریعت اسلامی کی قانونی ساخت (Islamic Legal Framework) میں خاص اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ یہ ہمیں یہ سمجھنے کا موقع فراہم کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زیرِ نگرانی مسلم معاشرے میں روزمرہ کے کون سے افعال قابل قبول تھے اور کس درجے میں۔ خاص طور پر زندگی کے روزمرہ امور سے متعلق تقریری احادیث مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے معمولات کے

حوالے سے اخلاقی، سماجی اور فقہی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

جہاں تک صحیح مسلم کا تعلق ہے، یہ حدیث کی ان چھ مستند ترین کتابوں (صحاح ستہ) میں دوسرے نمبر پر شمار کی جاتی ہے، جس کے مؤلف امام مسلم بن الحجاجؒ (متوفی 261ھ) ہیں۔ صحیح مسلم کو احادیث کی صحت، ترتیب اور موضوعاتی جامعیت کی وجہ سے ایک منہجِ تحقیق کی اعلیٰ مثال سمجھا جاتا ہے۔ اس کتاب میں امام مسلمؒ نے تقریری احادیث کو بھی اپنے منہج کے مطابق واضح اصولوں کے تحت بیان کیا ہے۔

لہٰذا، اس تحقیقی مقالے میں صحیح مسلم کی ان احادیث کا جائزہ لینا مقصود ہے جو روزمرہ کے امور سے متعلق نبی کریم ﷺ کی تقریری سنت پر مبنی ہیں، تاکہ اس پہلو کو علمی سطح پر اجاگر کیا جاسکے اور موجودہ دور میں اس کی عملی اہمیت کو واضح کیا جاسکے۔ صحیح مسلم ایک ضخیم کتاب ہے۔ ہم نے نمونہ کے طور پر کچھ مثالوں سے تقریری احادیث کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔

مبحث اول: تقریری حدیث کے معنیٰ ومفہوم

تقریری حدیث کے لغوی معنیٰ :

"تقریر" عربی زبان کا لفظ ہے جو تفعیل کے وزن پر ہے اور "اقرار" سے ماخوذ جس کے معنیٰ موافقت اور رضامندی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ)[1] کیا تم نے اِقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا : ہم نے اِقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ لسان العرب میں ہے کہ :

الإقرارُ الإذعانُ للحق والاعترافُ به أَقَرَّ بالحق أَي اعترف به وقد قَرَّرَه عليه وقَرَّره بالحق غيرُه حتى أَقَرَّ[2] .

اصطلاحی معنیٰ:

حدیث کی وہ قسم جس میں حضور ﷺ کے سامنے صحابہ کرام میں سے کسی کا کوئی عمل یا فعل ہوا ہو اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو یا اپنے ارشاد سے یا اشارے سے تائید فرمائی ہو اور آپ ﷺ نے اسکی ممانعت نہ فرمائی اور نہ ہی اسے ناجائز کہا ہو اسے تقریری حدیث کہتے ہیں۔ امام الشوکانی تقریری حدیث کی تعریف اسطرح کرتے ہیں کہ :

"وصورته أن يسكت النبي ﷺ عن إنكار قول قيل بين يديه أو في عصره و علم به أو "يسكت" عن إنكار فعل فعل بين يديه أو في عصره و علم به ، فإن ذلك يدل على الجواز وذلك كأكل العنب بين يديه[3]"یعنی نبی کریم ﷺ کی خاموشی وعدم ممانعت ہے کسی بات پر جو آپ ﷺ کے سامنے کی گئی یا آپ ﷺ کے زمانے میں کی گئی اور آپ ﷺ کو اس کا علم بھی ہو یا آپ ﷺ کی عدم ممانعت ہے کسی کام پر جو آپ ﷺ کے سامنے ہوا یا آپ ﷺ کے زمانے میں ہوا اور آپ ﷺ کو اس کا علم بھی ہو تو یہ اس کے جواز کی دلیل ہے جیسے آپ ﷺ کے سامنے انگوروں کا کھایا جانا۔

امام الزرکشی تقریری حدیث کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ : وَصُورَتُهُ أَنْ يَسْكُتَ النبي عليه السَّلَامُ عن إنْكَارِ قَوْلٍ أو فِعْلٍ قِيلَ

أوفُعِلَ بين يَدَيه أو في عَصرِهِ وَعلِمَ بِهِ فَذَلِكَ مُنَزَّلٌ مَنزِلَةَ فِعْلِهِ فِي كَوْنِهِ مُبَاحًا إِذْ لَا يُقِرُّ على بَاطِلٍ[4] ۔یعنی اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی بات یا عمل جو نبی کریم ﷺ کے سامنے ہوا یا آپ ﷺ کی زمانے میں ہوا، اور آپ ﷺ کو اس کا علم ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کے منع کرنے سے رکے رہے تو ایسا کام گویا آپ ﷺ ہی کا کام ہے اور وہ مباح ہے کیونکہ آپ ﷺ کسی غلط کام کو برقرار نہیں رکھ سکتے"۔

عبداللہ بن یوسف الجدیع نے تقریری حدیث کی تعریف اس طرح کی ہے کہ :

سنة تقريرية المقصودُبها:سكوتُ النَّبيِّ ﷺ وتركُهُ الإنكارَعلى قولٍ أوفعلٍ وقعَ بحضْرتِهِ،أوفي غيبتِهِ وبلغه،أوتأكيدُهُ الرِّضابإظهارِالاستبشَارِبِهِ أو استِحسَانِهِ[5]۔یعنی کوئی بات یا عمل جو نبی کریم ﷺ کے سامنے ہوا یا آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں ہوا مگر آپ ﷺ کو اس کا علم ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو یا آپ ﷺ کا کسی قول و فعل پر اظہار مسرت فرمانا اور تاکیدی رضامندی و اطمینان کا اظہار فرمانا۔

تقریری حدیث کے ارکان:

تقریری حدیث کے تین ارکان ہیں:

اول: وہ کسی صحابی کا قول یا فعل ہو۔

دوم: یہ قول یا فعل نبی کریم ﷺ کے علم میں ہو۔

سوم: نبی کریم ﷺ نے اس قول یا فعل پر اپنے ارشاد سے، یا خاموش رہ کر، یا اظہار مسرت کے ساتھ موافقت فرمائی ہو۔

تقریری حدیث کی مختلف اقسام:

1۔ قول کے ذریعے تائید فرمانا:

(2) عمل کے ذریعے تائید فرمانا:

(3) خاموش رہ کر تائید فرمانا:

(4) مسکرا کر تائید فرمانا:

تقریری حدیث کی حجیت:

تمام علماء تقریری حدیث کی حجیت کے قائل ہیں اور انھوں نے اسے حدیث کی ایک مستقل قسم شمار کیا ہے اور امام بخاری نے اپنی کتاب میں باقاعدہ یہ عنوان دیا ہے باب من رأى ترك النكيرمن النبي ﷺ حجة،لامن غيرالرسول[6]. کیونکہ جو کام بھی آپ ﷺ کے روبرو ہوا یا آپ ﷺ اس سے مطلع ہوئے اور ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا، یا کوئی خبر جو آپ ﷺ تک پہنچی اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار کی تو یہ اس کام کے مباح ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ گناہ اور باطل کام کو دیکھ کر خاموش رہنا عصمت نبوت کے خلاف ہے۔ آپ ﷺ کے دور میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے برائی یا حرام کام کا ارتکاب کیا ہو اور پھر اس کے متعلق وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو مطلع نہ کیا گیا ہو۔ ابن

الصلاح کہتے ہیں کہ : قولُ الصَّحابيِّ: ((كُنَّا نَفْعَلُ كذا أو كنَّا نقولُ كذا)) إنْ لَمْ يُضِفْهُ إلى زمانِ رسولِ اللهِ ﷺ- فهوَ مِنْ قبيلِ الموقوفِ، وإنْ أضافَهُ إلى زمانِ رسولِ اللهِ ﷺ-، فالذي قطعَ بهِ أبو عبدِ اللهِ بنُ البَيِّعِ الحافظُ وغيرُهُ مِنْ أهلِ الحديثِ وغيرِهِم أنَّ ذلكَ مِنْ قبيلِ المرفوعِ...... ومِنْ هذا القبيلِ قولُ الصحابيِّ: ((كُنَّا لا نرى بأساً بكذا ورسولُ اللهِ ﷺ فِيْنا، أو كانَ يقالُ كذا وكذا على عهدِهِ، أو كانُوا يفعلونَ: كذا وكذا في حياتِهِ ﷺ-)). فكلُّ ذلكَ وشبهُهُ مرفوعٌ مُسْنَدٌ مُخَرَّجٌ في كتبِ المسانيدِ[7]. یعنی کسی صحابی کا زمانہ نبوی کی طرف منسوب کئے بغیر یہ فرمانا کہ ہم ایسا کیا کرتے تھے یا کہا کرتے تھے تو ایسی حدیث موقوف ہوگی، جبکہ صحابی کا یہ فرمانا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایسا کیا کرتے تھے یا کہا کرتے تھے تو اس کا حکم ابو عبداللہ بن البیع الحافظ اور دوسرے محدثین کے ہاں مرفوع کا ہے۔۔۔۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع تھی اور آپ ﷺ نے اسے برقرار رکھا، اور آپ ؐ کی رضامندی سنن مرفوعہ کی ایک شکل ہے کیونکہ حدیث میں جہاں آپ ؐ کے اقوال و افعال شامل ہیں وہیں آپ ؐ کی رضامندی اور کسی بات کا علم ہونے کے باوجود عدم ممانعت بھی حدیث میں شامل ہے۔ اور اسی طرح کسی صحابی کا یہ فرمانا کہ ہم اسے کچھ معیوب نہ سمجھتے تھے جبکہ نبی کریم ﷺ ہم میں موجود تھے، یا یہ کہنا کہ آپ ؐ کے زمانے میں فلاں فلاں بات کہی جاتی تھی، یا لوگ آپ ؐ کی حیات مبارکہ میں فلاں فلاں کام کیا کرتے تھے تو ان سب کا حکم مرفوع مسند کا ہے۔

امام الزرکشی فرماتے ہیں کہ: أَمَّا سُكُوتُ النبيِ ﷺ عن الشَّيْءِ يُفْعَلُ بِحَضْرَتِهِ وَلَا يُنْكِرُهُ فَدَلِيلُ الْجَوَازِ[8]۔ یعنی نبی کریم ﷺ کا کسی چیز پر جو آپ ﷺ کے سامنے پیش آئی ہو، خاموش رہنا اور منع نہ فرمانا اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے"۔ امام الحرمین جوینیؒ فرماتے ہیں کہ: وإقرار صاحب الشريعة ﷺ على القول من أحد هو قول صاحب الشريعة أي كقوله - ﷺ، وإقراره على الفعل من أحد كفعله، لأنه معصوم عن أن يقر أحداً على منكر[9] یعنی صاحب شریعت ﷺ کا کسی کی بات پر رضامندی کا اظہار فرمانا گویا وہ آپ ﷺ ہی کی بات ہے، اور آپ ﷺ کا کسی کے فعل پر سکوت فرمانا گویا وہ آپ ﷺ ہی کا فعل ہے کیونکہ آپ ﷺ اس بات سے پاک ہیں کہ آپ ﷺ کسی غلط کام کو برقرار رکھیں۔

مبحث دوم: صحیح مسلم میں موجود تقریری احادیث کا مطالعہ

حدیث ۱

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً مَرَّ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَبُولُ فَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ.[10]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گذرا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب کر رہے تھے اس نے سلام کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

استدلال حدیث: یہ حدیث ستر کو چھپانے کے وجوب اور قضائے حاجت کے دوران کلام کی نہی پر دلیل ہے۔ اس بارے میں علماء کرام کی آراء

درج ذیل ہیں جمہور علماء سلام کے جواب دینے کو صرف کراہت پر محمول کرتے ہیں۔ جبکہ اپنی کتاب ''سبل السلام'' میں امام صنعانی کا موقف یہ ہے رقمطراز ہیں۔ أَنَّهُ لَا يَحْرُمُ إِجْمَاعًا، وَأَنَّ النَّهْيَ لِلْكَرَاهَةِ، فَإِنْ صَحَّ الإِجْمَاعُ وَإِلَّا فَإِنَّ الْأَصْلَ هُوَ التَّحْرِيمُ، وَقَدْ تَرَكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ السَّلَامِ الَّذِي هُوَ وَاجِبٌ عِنْدَ ذَلِكَ، یعنی اجماع سے یہ حرام نہیں ہے لیکن اس میں کراہت ہے اگرچہ اجماع درست ہے مگر اصل تحریم ہے اور ہمارے نزدیک سلام کا جواب ترک کردینا واجب ہے۔

حدیث 2

حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ يُؤَذِّنُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ أَعْمَى[11]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسالت مآب صلی ﷺ کے لئے عبداللہ بن ام مکتوم نابینا اذان دیا کرتے تھے۔

استدلال حدیث: اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نابینا اذان دے سکتا ہے بشر طیکہ اس کو وقت نماز کی خبر دینے والا کوئی دوسرا شخص ہو کیونکہ نابینا وقت کا درست تعین نہیں کر سکتا۔ لیکن اس جدید دور میں یہ مسئلہ بھی حل ہو چکا ہے کیونکہ آواز کے ساتھ ٹائم کی خبر دینے والی گھڑیاں (Talking watch) یا دوسرے آلات باآسانی دستیاب ہیں جو کہ نابینا افراد اپنے روزمرہ کاموں کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

حدیث 3

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الأَشَجِّ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی الله عنه أَنَّهُ قَالَ كُنَّا فِي رَمَضَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ فَافْتَدَى بِطَعَامِ مِسْكِينٍ حَتَّى أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ.[12]

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ماہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں یہ عادت رکھتے تھے کہ جس نے چاہا روزہ رکھا اور جس نے چاہا افطار کیا اور فدیہ دیا ایک مسکین کو کھانا کھلایا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد یہ آیت اتری "تم میں سے جو اس ماہ رمضان المبارک) کو پائے تو اس کے روزے رکھے''۔

استدلال حدیث: ماہ رمضان کے روزے اسلام کا ایک اہم رکن ہیں اور ہر مسلمان پر جسے کوئی شرعی عذر لاحق نہ ہو فرض ہیں کتاب اللہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ یعنی اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ اس پر اجماع امت ہے کہ تحویل قبلہ کے بعد ۱۰ شعبان ۲ھ میں روزے فرض ہوئے۔ اس سے پہلے ماہ رمضان کے روزے فرض حالت میں نہ تھے بلکہ جو چاہتا روزہ رکھتا اور جو چاہتا افطار کرتا مفطر فدیہ ادا کرتا یعنی ایک مسکین کو کھانا کھلاتا تھا۔

حدیث 4

وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَحَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ عَنْ أَمْ حَبِيبَةَ قَالَتْ كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ نُغَلِّسُ مِنْ جَمْعٍ إِلَى مِنًى وَفِي رِوَايَةِ النَّاقِدِ نُغَلِّسُ مِنْ مُزْدَلِفَةَ .[13]

ترجمہ: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم ہمیشہ یہی کرتے تھے نبی ﷺ کے زمانہ مبارک میں کہ اندھیرے میں چل نکلتی تھیں مزدلفہ سے منی کو ایک اور روایت میں ناقد سے مروی یوں ہے کہ ہم اندھیرے میں چل نکلتے تھیں مزدلفہ سے۔

استدلال حدیث: مزدلفہ سے روانگی کا وقت صحیح مسلم شریف کی حدیث میں مذکور ہے کہ "جب اچھی طرح صبح کی روشنی اور سفیدی نمودار ہو گئی تو طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے واپس ہوئے۔" لیکن مذکورہ حدیث جو کہ صحیح مسلم ہی کی روایت ہے اس میں خواتین کو منہ اندھیرے ہی مزدلفہ سے واپسی کی اجازت آنحضور ﷺ نے عطا فرمائی اسی طرح ابن عباس سے مروی حدیث میں ہے جو کہ متفق علیہ ہے۔ امام شوکانی اس حدیث سے متعلق فرماتے ہیں "وحديث عائشة وابن عباس وابن عمر فيها دليل على جواز الإفاضة قبل طلوع الشمس وفي بقية جزء من الليل لمن كان من الضعفة، یعنی احادیث حضرت عائشہ، ابن عباس اور ابن عمر اس بات کے جواز میں دلیل ہیں کہ آدھی رات کے بعد طلوع آفتاب سے قبل کمزور لوگ روانہ ہو سکتے ہیں۔ ان احادیث میں یہ واضح ثبوت ملتا ہے کہ کمزوروں، عورتوں، بوڑھوں، بچوں اور مریضوں پر مزدلفہ میں پوری رات گزارنا ضروری نہیں بلکہ آدھی رات کے بعد وہ قبل از فجر بھی منی کی طرف روانہ ہو سکتے ہیں اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

حدیث 5

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُنْبَذُ لَهُ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ.[14]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے نبیذ بھگویا جاتا تھا پتھر کے کونڈے میں۔

استدلال حدیث: اس حدیث مبارکہ میں پتھر کے بنے ہوئے برتن میں نبیذ کی تیاری پر آنحضور ﷺ کا اقرار اور دلیل ہے اس موضوع سے متعلق ایک اور قولی حدیث انتہائی اہمیت کی حامل ہیں جن کا ذکر ضروری ہے۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فِي ظُرُوفِ الْأَدَمِ فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ أَنْ لَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا- یعنی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں چمڑے کے برتنوں کے علاوہ تمام برتنوں میں پینے سے منع کیا تھا تو اب تم نشہ دینے والی چیز کے علاوہ ہر برتن میں پی سکتے ہو۔ مذکورہ بالا حدیث بھی اس مضمون کی موافقت میں ہے اور اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں لہذا پتھر کے تیار شدہ کونڈے میں نبیذ کی تیاری جائز ہے۔

حدیث 6

حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ أَصَبْتُ جِرَابًا مِنْ شَحْمٍ يَوْمَ خَيْبَرَ قَالَ فَالْتَزَمْتُهُ فَقُلْتُ لَا أُعْطِي الْيَوْمَ أَحَدًا مِنْ هَذَا شَيْئًا قَالَ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَبَسِّمًا .[15]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا انہوں نے فرمایا ایک مشک چربی کی ہاتھ آئی خیبر میں تو میں اس سے لپٹ گیا اور بولا یہ میں کسی کو نہیں دوں گا پھر میں نے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہیں اور ہنس رہے ہیں میرے اس کہنے پر۔

استدلال حدیث اس حدیث میں ایک صحابی کے چربی کی مشق (غزوہ خیبر کے موقع پر) مخصوص کر لینے پر آنحضور ﷺ کا اقرار ہے۔اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جہاد کے دوران کھانے پینے کی اشیاء کے استعمال کی اجازت وجواز ہے۔

حدیث7

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الرُّومِيَ الْيَمَامِيُّ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا إِيَاسٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللَّهِ ﷺ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ حَتَّى أَدْخَلْتُهُمْ حُجْرَةَ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا قُدَّامَهُ وَهَذَا خَلْفَهُ.[16]

ترجمہ: ایاس بن سلمہ اپنے والد سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے کھینچا رسول اللہ ﷺ کی خچر کو جس کا نام شہبا تھا اور اس پر آپ ﷺ سوار تھے اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ لے گیا میں خچر کو نبی ﷺ کے آنگن میں یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے آگے اور پیچھے سوار تھے۔

استدلال حدیث: اس حدیث میں سواری کے جانور پر تین افراد (آنحضور ﷺ حضرت حسن اور حضرت حسین) کی سوار ی کا ذکر ہے۔

دوسری حدیث جسے طبرانی نے الاوسط میں ذکر کیا ہے "عن جابر بهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يركب ثلاثة على دابة [17]، جس میں جانور پر تین افراد کی سواری سے روکا گیا ہے ان دونوں احادیث میں تعارض ہے۔ان کی باہم جمع و تطبیق علماء نے اس طرح کی ہے کہ اگر جانور میں اتنی طاقت نہ ہو کہ وہ تین افراد کو اٹھا سکے تو ممنوع ہے۔اور اگر وہ طاقتور ہو اور تین افراد کو اٹھانے کی ہمت رکھتا ہو تو تین افراد کی سواری کا جواز ہے۔جیسا کہ یوم بدر میں ایک جانور پر تین تین افراد سوار تھے۔اس سے متعلق علامہ ابن حجر امام نووی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔مذهبنا ومذاهب العلماء كافة جواز ركوب ثلاثة على الدابة إذا كانت مطبقة، ہمارا اور متعدد علماء کا رجحان یہی ہے کہ اگر جانور میں ہمت ہو تو تین افراد کا سوار ہونا جائز ہے۔

حدیث8

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ طَبِيبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا ثُمَّ كَوَاهُ عَلَيْهِ [18]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی علیم نے ایک طبیب کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اس نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ایک رگ کاٹی پھر انہیں داغ دیا

استدلال حدیث: اس حدیث سے انسانی بازو یا جسم کے کسی دوسرے حصے کو داغ کر بیماری کے علاج کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے اس حدیث

میں انسانی جسم کو داغنے کا جواز موجود ہے۔ اب کچھ ایسی احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں انسانی جسم کو داغنے کی ممانعت ہے۔ "عن ابن عباس: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الشفاء في ثلاثة في شرطة محجم أو شربة عسل أو كية بنار وأنا أنهى أمتي عن الكي" یعنی آنحضور ﷺ نے فرمایا شفاء تین چیزوں میں ہے پچھنا لگوانے میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں مگر میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں دونوں قسم کی احادیث باہم متعارض اور صحیحین میں ہیں ان کی باہم تطبیق سے متعلق امام شوکانی فرماتے ہیں۔ جن احادیث میں داغنے کی ممانعت ہے انہیں جواز کی احادیث کی وجہ سے کراہت پر محمول کیا جائے گا۔ اور داغنے کی وجہ آگ سے عذاب دینا ہے جو کہ اللہ تعالی کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں کہ یہ عذاب کسی کو دے

حدیث 9

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُونَ بِذَلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.[19]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا کہ لوگ میری باری کا انتظار کرتے جس دن میری باری ہوتی اس دن تحفے بھیجتے تا کہ آپ ﷺ اس سے خوش ہوں۔

استدلال حدیث: یہ حدیث حضرت عائشہ کے فضائل میں سے ہے کیونکہ آنحضور ﷺ کی تمام ازواج میں سے حضرت عائشہ کا خاص مرتبہ تھا اس لیے لوگ اس دن تحائف بھیجتے تھے اس سے امت کے لیے جواز کی راہ نکلتی ہے کہ اگر کسی شخص کی متعدد بیویوں میں سے کوئی ایک علم وفضل کے اعتبار سے نمایاں ہو اور اس کی باری کے دن تحائف بھیجے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ جات

---

[1] سورت آل عمران، 81:3

[2] ابن منظور، محمد بن مکرم الافریقی المصری، لسان العرب، الناشر: دار صادر - بیروت، الطبعۃ الاولی، ج 5، ص 82

[3] الشوکانی، محمد بن علی بن محمد ارشاد الفحول الیٰ تحقیق الحق من علم الاصول، المحقق: الشیخ احمد عزو الناشر: دار الکتاب العربی، بیروت، ج 1، ص 117

[4] الزرکشی، بدرالدین محمد بن بہادر بن عبداللہ، البحر المحیط فی اصول الفقہ تحقیق: الناشر الکتب العلمیہ، بیروت، 1421ھ - 2000م، ج 3، ص 270

[5] الجدیع، عبداللہ بن یوسف، تیسیر علم اصول الفقہ، موستہ الریان، بیروت، ط: الرابعہ 1427ھ، ص 135

[6] بخاری، امام محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، رقم ۱۹۷ دار لسلام للنشر والتوزیع، ط: ۲، ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۹ء، ریاض، سعودی عرب

[7] ابن الصلاح ابو عمرو عثمان بن عبدالراحمان الشہر زوری علوم الحدیث، الناشر، دار الکتب العلمیہ الطبعۃ: الاولی 1423ھ/2002م، ص 120

[8] محمد بن عبداللہ، البحر المحیط ج 1، ص 132، دار الکتب العلمیہ، ط: ۱۹۹۴، 1

[9] المحلی، جلال الدین محمد بن احمد بن محمد بن ابراھیم الشافعی شرح الورقات فی اصول الفقہ، تحقیق: الدکتور حسام الدین عفانتہ، الناشر، جامعتہ القدس، فلسطین، الطبعہ: الاولی 1420ھ - 1999م، ج 1، ص 154

[10] المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي– بيروت، عدد الأجزاء: 5 باب ترك رد السلام أثناء البول 115-(370)

[11] صحيح مسلم (287/1)8-(381)

[12] صحيح مسلم (802/2)150-(1145)

البقره:۱۸۵

[13] صحيح مسلم (940/2)299-(1292)

[14] صحيح مسلم (1584/3)61-(1999)

[15] صحيح مسلم (1393/3)

[16] صحيح مسلم (1883/4)60-(2423)

[17] المعجم الأوسط، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360هـ)، المحقق: طارق بن عوض الله بن محمد, عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني، الناشر: دار الحرمين– القاهرة، عدد الأجزاء: 10، (287/7)

[18] صحيح مسلم (1730/4)73-(2207)

[19] صحيح مسلم (1891/4)82-(2441)

References

1. Surat Al-Imran, 81:3
2. Ibn Manzur, Muhammad ibn Makram al-Afriqi al-Misri, Arabic Language, published by Darasa Dar-e-Bir, first edition, vol. 5, p. 82
3. Al-Shawkani, Muhammad ibn Ali ibn Muhammad Arsha al-Fahhu li-Tahqiq al-Haqq min Ilm al-Usul, edited by Sheikh Ahmad Izz, published by Dar al-Kutub al-Arabi, vol. 1, p. 117
4. Al-Zarkashi, Badr al-Din Muhammad ibn Bahadur ibn Abd Allah, Al-Hajar al-Muhit fi Usul al-Fiqh, edited by Darasa Dar-e-Ilmiyyah, 1421 AH - 2000 AD, vol. 3, p. 270
5. Al-Jadid, Abd Allah ibn Yusuf, Facilitating the Science of Usul al-Fiqh, Musat al-Riyadh, vol. 1427 AH, p. 135
6. Bukhari, Ama Muhammad ibn Asma'il, Sahih Bukhari, No. 197, Dar Al-Salaam for Publishing and Distribution, 2nd ed. 1419 AH, 1999 AD, Riyadh, Saudi Arabia
7. Ibn Al-Salah Abu Omar and Uthman ibn Abd Al-Rahman ibn Al-Shahr Al-Zuri, The Sciences of Hadith, Publisher, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, First Edition 1423 AH/2002 AD, p. 120
8. Muhammad ibn Abdullah, Al-Jar Al-Muhit, Vol. 1, p. 132, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 1st ed. 1994
9. Al-Mahalli, Jalaluddin Muhammad ibn Ahmad ibn Muhammad ibn Ibrahim Al-Shafi'i, Explanation of the Papers in the Book of Hadith For jurisprudence, edited by: Dr. Hussam al-Din ‘Afa’a al-Nashar, published in the Holy City of Jerusalem, Palestine, first edition 1420 AH - 1999 AD, vol. 1, p. 154
10. The concise authentic chain of transmission from one just person to another to the Messenger of God, may God bless him and grant him peace, by Muslim ibn al-Hajjaj Abu al-Hasan al-Qushayri al-Naysaburi (d. 261 AH), edited by: Muhammad Fu’ad ‘Abd al-Baqi, publisher: Dar Ihya’ al-Turath al-‘Arabi – Beirut, number of parts: 5. Chapter on not returning greetings during urination 115 - (370)
11. Sahih Muslim (1/287) 8 - (381)

12. Sahih Muslim (2/802) 150 - (1145)
    Al-Baqarah 2: 185
13. Sahih Muslim (2/940) 299 - (1292)
14. Sahih Muslim (3/1584) 61 - (1999)
15. Sahih Muslim (3/1393)
16. Sahih Muslim (4/1883) 60 - (2423)
17. Al-Mu'jam al-Awsat, by Sulayman ibn Ahmad ibn Ayyub ibn Mutayr al-Lakhmi al-Shami, Abu al-Qasim al-Tabarani (d. 360 AH), edited by Tariq ibn Awad Allah ibn Muhammad, Abd al-Muhsin ibn Ibrahim al-Husayni, published by Dar al-Haramayn - Cairo, number of parts: 10, (7/287)
18. Sahih Muslim (4/1730) 73 - (2207)
19. Sahih Muslim (4/1891) 82 - (2441)